جلد ٦ مارچ ١٩٦٥ء شمارہ ٣

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ ٦ روپے فی پرچہ ٦٠ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

مارچ ۱۹۶۵ء

(امان ۱۳۴۴ھش)

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے ☆ فی پرچہ ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

بعثتِ مسیح موعود کا عظیم الشان مقصد	ایڈیٹر	۳
خدائی حکم کے ماتحت سلسلہ بیعت کا آغاز	حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	۱۱
فھٰذا یَوْمُ تَھْنِئَۃٍ وَّ فَتْحٍ (عربی نظم)	" " "	۲۰
رُوئے دل را بجانبِ دیں کن (فارسی نظم)	" " "	۲۱
انتہائی نفع مند سودا	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ	۲۲
آسمانی بشارتوں کے پورا ہونے کا ایک اور درخشندہ ثبوت	ادارہ	۲۶
حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دردمندانہ دعا	ابن حسن جاوید کے قلم سے	۲۸
انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات	مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد	۳۵
افریقہ میں عیسائیت کا غلبہ مٹنے کے آثار	ایڈیٹر	۳۹
بچوں کے صفحات :-		
حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ بچپن	ماخوذ	۴۵
اب بھی اگر نہ سمجھے تو سمجھائے گا خدا (نظم)	درثمین	۴۶
اہم مرکزی اعلانات	قائدین مجلس مرکزیہ	۴۷

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "انصار اللہ" دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۶ ماہنامہ اَنصَارُ اللہ ربوہ شمارہ ۳

(مارچ سنہ ۱۹۶۵ء)

بعثتِ مسیح موعودؑ کا عظیم الشان مقصد

۲۲ مارچ کا مبارک دن اور اس کی بے اندازہ اہمیت

۲۲ مارچ کا دن تاریخِ اسلام ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم میں ایک نہایت مقدس اور یادگار دن ہے کیونکہ آج سے ۷۶ سال قبل عین اس تاریخ کو (یعنی ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ بروز جمعہ) امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے منشاء اور اُس کے اذن کے ماتحت سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا اور اس طرح اسلام کو روئے زمین پر پوری قوت و شان کے ساتھ غالب کرنے اور اسے ہر خطۂ زمین میں حکمران بنانے کی غرض سے جماعتِ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ وہ روزِ سعید ہے کہ جب ادیان باطلہ کے صفحۂ ہستی سے نابود ہونے اور ان کی بجائے روئے زمین پر اسلام کے غالب آنے اور تمام ملتوں کے دین واحد پر جمع ہونے کے بارہ میں اللہ تعالےٰ نے ازل سے مقرر کی ہوئی اپنی تقدیر خاص کو بروئے کار لانے کا فیصلہ فرمایا۔ ہر سال ۲۲ مارچ کی تاریخ آکر اس مقدس و مبارک دن کی یاد کو تازہ کر دیتی ہے اس مقدس یاد کے تازہ ہونے پر دل تشکر و امتنان کے بے پناہ جذبہ سے لبریز اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ آج مشرق و مغرب میں ادیان باطلہ کے بالمقابل اسلام کو جو عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں ان کی تخم ریزی کا آغاز اسی روز سعید کی انتہائی مبارک ساعتوں میں ہوا تھا۔ اُس مبارک دن کی مبارک یاد نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک تازہ رہے گی اور کوئی وقت اور

کوئی زمانہ ایسا نہیں آئے گا کہ جب دنیا اس کو فراموش کر بیٹھے۔ دنیا اس مبارک دن کو ہمیشہ یاد رکھے گی اور اس کی پر مسرت یاد پر محبت و عقیدت اور قبولیت کے پھول نچھاور کرتی چلی جائیگی یہاں تک کہ قیامت آجائے ذالك تقدیر العزیز العلیم۔

جہاں تک اپنے اصلی اور حقیقی معنوں کی رُو سے اس مقدس دن کو یاد کرنے اور ہمیشہ ہی یاد رکھنے کا تعلق ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اُس غرض اور مقصد کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں جس کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے انیسویں صدی کے اواخر میں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر سلسلۂ احمدیہ کی بنیادی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی۔ وہ غرض اور وہ مقصد جیسا کہ آیۂ کریمہ ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ سے ظاہر ہے یہی ہے کہ دین اسلام کو اس کے صدیوں پرانے زوال و اضمحلال کے بعد کل ادیان پر غالب کر دکھایا جائے چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

۱۔ "اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو کل ملّتوں پر غالب کرے اُس نے مجھے اِسی مطلب کے لئے بھیجا ہے اور اُسی طرح بھیجا ہے جس طرح پہلے مامور آتے رہے۔"

(الحکم ۱۳ر جنوری ۱۹۰۱ء ملفوظات جلد دوم صـ۱۶۲)

۲۔ "اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دور کرے اور اس کی خوبیوں اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لئے اس وقت جب کہ اسلام دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا بے کس اور یتیم بچے کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا میں علمی سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کر دوں۔" (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۲ء ملفوظات جلد سوم صـ۱۷۷)

۳۔ "ہم مسلمان ہیں اور اُمتِ محمدی ہیں اور ہمارے نزدیک نئی نماز بنانی یا قبلہ سے روگردانی کفر ہے۔ کُل احکام پیغمبری کو ہم مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو ٹالنا بھی بد ذاتی ہے اور ہمارا دعویٰ قال اللہ اور قال الرسول کے ماتحت ہے اتباعِ نبوی سے الگ ہو کر ہم نے کوئی کلمہ یا نماز یا حج یا ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد نہیں بنائی ہمارا کام یہ ہے کہ اس دین (یعنی اسلام) کی خدمت کریں اور اس کو کُل مذاہب پر غالب کرکے دکھا دیں۔"

(البدر ۸ر ستمبر ۱۹۰۴ء ملفوظات جلد ہفتم صـ۱۳۸-۱۳۹)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی اصل غرض اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنا ہے لیکن اِس غلبہ سے صرف اسلام پر ایمان لانے والوں کی عددی اکثریت ہی مراد نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام کا غالب آنا اس امر کو مستلزم ہے کہ تمام ادیانِ باطلہ نابود ہو جائیں اور روئے زمین پر بایں معنیٰ اسلام ہی اسلام ہو کہ یہ کرۂ ارض از اوّل تا آخر اسلام پر ایمان رکھنے والوں سے ہی آباد نظر آئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ نہیں بلکہ اس سے بہت ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔ آپ کی بعثت کا مقصد صرف غلبۂ اسلام ہی نہیں بلکہ احیاء اسلام اور شریعت کے قیام کا عظیم الشان کام بھی آپ ہی نے سر انجام دینا تھا۔ احادیث میں مسیح موعود کا کام یحیی الدین ویقیم الشریعۃ بھی بیان ہوا ہے۔ اس کی رو سے آپ بنی نوعِ انسان کو محض نام کے مسلمان نہیں بلکہ حقیقی مسلمان بنانے تشریف لائے تھے، ایسے مسلمان جو اسلام کی جیتی جاگتی تصویر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد کہلا سکیں۔ پس آپ کی بعثت کا مقصد روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنا بھی آپ کی بعثت کا ایک عظیم الشان مقصد ہے۔ ایسی پاک تبدیلی جو انہیں نفسِ امّارہ سے نکال کر نفسِ لوّامہ کے درجہ میں داخل کرے اور پھر مزید ترقی دے کر بالآخر انہیں نفسِ مطمئنہ کے درجہ تک پہنچا دے۔ آپ اسلام کو غالب کرنا چاہتے ہیں لیکن محض عددی اکثریت کے ذریعہ نہیں بلکہ ایسی غالب عددی اکثریت کے ذریعہ کہ جس کا ہر فرد اپنی جگہ تعلق باللہ میں اس مقام پر پہنچا ہوا ہو کہ وہ علیٰ قدرِ مراتب اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو اور اِس دنیا میں اس کا نائب اور خلیفہ کہلا سکے۔ چنانچہ غلبۂ اسلام کے اس پہلو کو واضح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے۔ اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اس کو ملے۔ گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ ....

خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچاوے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کرتے یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے .... جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں۔ خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے

اس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اس کو ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور معرفت کا نور مجھے بخشا . . . .

میں سچ کہتا ہوں کہ اِس وقت آسمان باتیں کر رہا ہے خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔ جس طرح سے ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو اسی طرح منشائے الٰہی یونہی ہو رہا ہے کہ اس کی عظمت و جبروت کا اہلِ دنیا کو علم ہو اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھائے اس لئے اُس نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تاکہ دنیا کا جذام جاتا رہے

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آکر کیا بنایا؟ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، دنیا کو خود معلوم ہو جائے گا کہ کیا بنایا۔ ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آکر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ان میں انکسار اور فروتنی پیدا ہوتی ہے اور رذائل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں اور وہ سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق اور عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں انسان ایک دم ہی ترقی نہیں کر لیتا بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شئے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے۔ اِس سلسلہ (تدریجی ترقی کے سلسلہ) سے کوئی شئے باہر ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہوگی۔ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے۔ اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے پوست ہی پوست باقی ہے مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جاوے اور اس پر کوئی داغ نہ رہے۔ اِسی واسطے اُس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے"۔ (الحکم ١٠ رمئی ١٩٠١ء ملفوظات جلد دوم صہ ٢٧٦ تا ٢٧٩)

غلبۂ اسلام سے متعلق یہ تفصیلی وضاحت اِس امر کی آئینہ دار ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کا مقصد کس شان اور کس قوّت کے ساتھ اسلام کو دنیا میں غالب کرنا ہے اور وہ یہی ہے کہ آپ محض عددی اکثریت کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ روئے زمین کے تمام انسانوں کو دینِ واحد پر جمع کر کے اور ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلی رونما کر کے اسلام کو غالب کرنے کی غرض سے مبعوث ہوئے ہیں اور یہی وہ عظیم الشان مقصد ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آج سے ٧٦ سال قبل ٢٢ رمارچ ١٨٨٩ء کے مبارک دن کی مبارک ساعتوں میں آپ کو سلسلۂ بیعت کا آغاز کرنے اور جماعتِ احمدیہ کے نام سے پاکباز انسانوں کی ایک جماعت قائم کرنے کا حکم دیا۔ پس ٢٢ رمارچ کی

تاریخ محض اس لئے ہی ایک یادگار تاریخ نہیں ہے کہ اس روز سلسلۂ بیعت کا آغاز ہوا اور جماعت احمدیہ معرض وجود میں آئی بلکہ اس کا یادگار ہونا اُس مقصد کے پیش نظر ہے جس کی خاطر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور وہ ہے غلبۂ اسلام کے ذریعہ ایک عظیم الشان روحانی انقلاب ایسا انقلاب جو کرۂ ارض کی سرے سے کایا ہی پلٹ دے اور تاریخِ عالم کے دھارے کو یکسر موڑ کر رکھدے

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ آپ نے اپنی تصانیف میں بار بار واضح فرمایا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک تخم ریزی کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے غلبۂ اسلام کے اس دہرے مقصد کو تخم ریزی کے رنگ میں پورا کر دکھایا اور اس شان سے پورا کر دکھایا کہ اپنے اور پرائے سب عش عش کر اٹھے حتّٰی کہ جب اسلام کو دلائل و براہین اور بارش کی طرح برسنے والے آسمانی نشانوں کی رو سے علمی و عقلی اور عملی لحاظ سے کُل ادیان پر غالب کر دکھانے کے بعد آپ اِس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے تو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اخبار "وکیل" امرتسر میں جس کے وہ ایڈیٹر تھے آپ کو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر دکھانے پر نہایت شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انھوں نے ایک طویل شذرہ سپرد قلم کرتے ہوئے لکھا:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ ہستی کو بیدار کرتا رہا ـــــ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا....

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتدادِ زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب کر کے دکھا جاتے ہیں۔"

("وکیل" امرتسر بحوالہ تاثرات قادیان صنۃ)

اب اس انقلاب انگیز تخم ریزی کے بعد فرض عین کے طور پر اس کی نگہداشت کرنا اور اس رنگ میں نگہداشت کرنا کہ یہ خوب پھلے پھولے اور سرسبز و شاداب کھیتی کی شکل میں نمودار ہو کر ایک دنیا کو فیضیاب کرنے اور اسلام کو عملی طور پر پورے کرۂ ارض پر غالب کرنے کا موجب بنے، آپ کے پیرو اور متبع ہونے کی حیثیت میں منفرد طور پر ہماری ذمہ داری ہے۔ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہ جماعت اپنی تبلیغی جدوجہد

اور عملی نمونہ کے ذریعہ ایک دنیا کو راہ راست پر لانے اور بنی نوعِ انسان کی زندگیوں میں پاک تبدیلی کے ذریعہ انقلابِ عظیم رونما کرنے کا وسیلہ ٹھہرے ۔

پس ۲۳ مارچ کا دن ہمیں یہ یاد دلاتا اور باور کراتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کے مقصد اور جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اسے کسی حال میں بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں اور اپنی زندگیوں کو ایسا بنائیں کہ جس سے یہ عظیم الشان مقصد پورا ہوتا چلا جائے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نسلاً بعد نسلٍ اپنے اعمال اور اپنے کردار کا جائزہ لے کر یہ دیکھتے رہیں کہ ہماری زندگیاں اس پاک تبدیلی کی آئینہ دار ہیں یا نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنے متبعین کی زندگیوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے اور جو فی الحقیقت آپ کے صحابہ کرام کی زندگیوں میں رونما ہوئی انہوں نے فی الواقعہ اسلام کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا جو دلوں کو موہ لینے والا تھا ۔ لوگ ان کے نمونہ سے متاثر ہو کر اسلام کی آغوش میں آتے چلے گئے اور اس طرح وہ بہتوں کو ہدایت کی راہ دکھانے اور ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلی رونما کرنے کا عظیم الشان وسیلہ ثابت ہوئے ۔

ہم جو ایسے رفیع الشان صحابہٴ مسیح موعود کے روحانی ورثہ کے حامل اور ان کے جانشین ہیں ۔ ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ ہم ان دلائل و براہین کی مدد سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ہمیں عطا فرمائے ہیں اسلام کو دوسروں تک پہنچانے میں اپنا تن من دھن سب کچھ لگا دیں اور ساتھ ہی اپنے اندر ایسی پاک تبدیلی پیدا کریں یعنی تقویٰ شعاری اور تعلق باللہ میں وہ کمال حاصل کریں کہ ہمارے ذریعہ بھی خدائی نشان بارش کی طرح برسیں اور اس طرح ہم دوسرے انسانوں کی زندگیوں میں پاک اور عظیم الشان انقلاب رونما کرنے کا وسیلہ ٹھہریں ۔ اس کے بغیر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے عظیم الشان مقصد اور جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض کو پورا کرنے والے نہیں ٹھہر سکتے اور اس حال میں ہمارا ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کے روزِ سعید کی یاد منانا ایک رسم سے زیادہ کسی اہمیت اور خیر و برکت کا حامل قرار نہیں پا سکتا ۔ ہمیں دنیا کے کروڑوں کروڑ انسانوں کو حلقہ بگوشِ اسلام ہی نہیں بنانا بلکہ اپنے پاک نمونہ سے ان کی زندگیوں میں بھی ایک پاک اور عظیم الشان انقلاب رونما کرنا ہے ۔ بالفاظِ دیگر ساری دنیا کی کایا پلٹنا ہمارا فرضِ منصبی ہے اور اس لئے فرضِ منصبی ہے کہ خدائی منشاء کے مطابق تمام بنی نوعِ انسان کی زندگیوں میں پاک تبدیلی خود ہماری زندگیوں میں پاک تبدیلی پر موقوف ہے ۔ خدا نے یہی چاہا ہے اور یہی اس کا فیصلہ ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(۱) "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو ۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے ۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی

اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے " (اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء)

۲- "میری یہ باتیں اس لئے ہیں تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ ہو۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء)

۳- "میں تم کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ تم جو میرے ساتھ ایک سچا تعلق پیدا کرتے ہو اس سے یہی غرض ہے کہ تم اپنے اخلاق اور عادات میں ایک نمایاں تبدیلی کرو جو دوسروں کے لئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو " (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کر کے دلوں کو موہ لینے والا اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے اور ہمیشہ ہی کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اسلام کے عملی غلبہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے عظیم الشان مقصد اور جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض کو پورا کرنے والے ثابت ہوں اور وہ دن جلد آئے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ان الفاظ میں بشارت دی ہے :-

"اے تمام لوگو ! سن رکھو یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا ...... یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ ابھی تک آسمان سے نہ اترا تب سب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن

سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسےٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سب نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا (یعنی اسلام) اور ایک ہی پیشوا (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم)۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵)

اے خدا تو اسلام کی فتح اور کامل غلبہ کا یہ دن جلد لا اور ہمیں اس میں حصہ دار بننے کی توفیق سے نواز۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

بڑے بڑے انعام حاصل کرنے کی راہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میں جس راہ کی طرف بلاتا ہوں یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر غوثیت اور قطبیت ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے انعام ہوتے ہیں۔ جو لوگ مجھے قبول کرتے ہیں دین ہی نہیں ان کی دنیا بھی اچھی ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ وعدہ فرما چکا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ درحقیقت وہ زمانہ آتا ہے کہ خدا ان کو اُمیّت سے نکال کر خود قوتِ بیان عطا کرے گا۔ اور وہ منکروں پر غالب ہونگے"

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

—— : کلماتِ طیّبات حضرت مسیحِ موعود علیہ السّلام : ——

خدائی حکم کے ماتحت سلسلۂ بیعت کا آغاز اور جماعتِ احمدیّہ کا قیام

"ہمارے رُوبرو اور ہماری وحی کے ماتحت نظامِ جماعت کی کشتی تیار کر"

"جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ دراصل خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے"

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کو اصلاح خلق کے لئے مامور فرمایا تو اپنی وحی کے ذریعہ آپ کو بیعت لینے اور پاکباز انسانوں کی ایک جماعت قائم کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو اس ربانی حکم کی اطلاع دی۔ پھر آپ نے دس شرائطِ بیعت شائع فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے ۲۲ر مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لی اور اِس طرح جماعتِ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں آپ نے مختلف اوقات میں جماعت کے قیام کی غرض، بیعت کی حقیقت اور اس کے تقاضوں پر روشنی ڈال کر مبایعین کو غلبۂ اسلام کی جدوجہد کے لئے تیار کیا اور ان پر واضح فرمایا کہ کون آپ کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہے اور کون بیعت کر لینے کے باوجود شامل نہیں ہے۔ حضور علیہ السّلام کے یہ جملہ ارشادات ہمارے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں سے بعض اقتباسات کو ہم ذیل میں ایک خاص ترتیب سے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کر سکے کہ میں کس حد تک بیعت کی غرض و غایت اور اس کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

خدا تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم

"میں اِس جگہ ایک اَور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچّی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ دیکھنے کے لئے

اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں اُن کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان تیار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔

اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے :-

إِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ "

(ترجمہ از مرتب) جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت نظامِ جماعت کی کشتی تیار کر جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ دراصل خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہو گا۔

(اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء صـ ۲۴)

دس شرائط بیعت اور ان کی تشریح

"مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں شائع کیا ہے جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے **اوّل** بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اِس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک، کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔ **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر یک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ آوے۔ **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکمِ خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔ **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے مونہہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔ **ششم** یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے

باز آئے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔ ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوّت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔" (بحوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۷، ۳۴۸)

طوفانِ ضلالت کے وقت کشتیٔ نوحؑ کی تیاری

"پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالےٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے۔ چنانچہ اُس نے اِس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تُو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر۔ جو شخص اِس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اُس کے لئے موت در پیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا مگر تیرے سچے متبعین اور محبین قیامت کے دن تک رہیں گے اور ہمیشہ منکرین پر انہیں غلبہ رہے گا۔"

(فتح اسلام صفحہ ۲۴، ۲۵)

سلسلۂ بیعت جاری کرنے کی غرض

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفۂ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائجِ خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ

حالتوں سے داغ لگادیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ نشینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ قوم کے ایسے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے۔ اور اُس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیتِ باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اُس روحِ خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفسِ امارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیق اللہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اِس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک سے دریغ نہیں کروں گا اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جاوے۔

اور میں یقیناً رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھلانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن و صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔ سو یہ گروہ اس کا خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشو و نما دے گا یہانتک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ

اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس ربِّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ اٰخِراً وَّظَاهِراً وَّ بَاطِناً۔ اَسْلَمْنَا لَهٗ هُوَ مَوْلٰنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ" (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۴۸)

بیعت کی حقیقت اور اس کی ضرورت

"رہی حقیقت بیعت کی سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اُس کے عوض میں وہ معارفِ حقہ اور برکاتِ کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالیٰ ہوں اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کرسکتا ہے۔ بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پاکر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو" (ضرورت الامام صفحہ ۲۷)

بیعت صرف زبانی نہیں بلکہ دل سے ہونی چاہیئے

"خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو لوگوں کی جان اور ایمان بچانے کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل اور روگرداں ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں جو شخص درحقیقت اپنی جان

اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتّا مردار کی طرف پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۷)

بیعت کرنے کے بعد اس کا مغز حاصل کرنے کی کوشش کرو

"یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف پوست ہے مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانونِ قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے مغز ہی لیا جاتا ہے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں وہ مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح ہوتے ہیں جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچے کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔ اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہیئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اور اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں ہے۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت سی موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ گزرے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔ انسان اصل میں اُنس سے لیا گیا ہے یعنی جس کیا دو حقیقی اُنس ہوں

ایک اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جاویں۔ اُس وقت انسان کہلاتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعوے کر دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے نبیؐ اور اس کے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸)

محض ظاہری بیعت کوئی فائدہ نہ دے گی

"پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بدنظری سے، اور خیانت سے، اور رشوت سے، اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنج گانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو قرآن کے خلاف نہیں ہیں ان کی بات نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت

کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقعہ مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعلساز، اور ان کا ہم نشین، اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رُسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں .... سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور خدا کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے" (کشتی نوح)

سچّی بیعت اور اُس کے لازمی تقاضے

"پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج

فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ گالیاں سنو اور شکر کرو، اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے۔ لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے۔ وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا" (کشتی نوح)

نئی زندگی اور نئی پیدائش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تاکہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء)

عربی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَهٰذَا يَوْمُ تَهْنِئَةٍ وَفَتْحٍ

(یہ مبارک بادی اور فتح کا دن ہے)

رَأَيْنَا النَّيِّرَيْنِ كَمَا أَشَرْتَا — قَدِ انْخَسَفَا لِتَنْوِيرِ الْأَنَامِ

ہم نے سورج اور چاند کو دیکھ لیا جیسا کہ تو نے اشارہ کیا تھا — ان دونوں کو گرہن لگ گیا تا خلقت منور ہو۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ قَدْ خُسِفَا وَكَانَا — شَرِيكَيْ مِحْنٍ أَيَّامَ الصِّيَامِ

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ دونوں کو گرہن لگ گیا — اور دونوں رمضان کی تکالیف کے شریک ہو گئے۔

أَتَانَا النَّصْرُ بَعْدَ ثَلٰثِ مِائَةٍ — وَبَعْدَ مُرُوْرِ مُدَّةِ أَلْفِ عَامٍ

ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی مدد — تیرہ سو سال گزرنے کے بعد آئی۔

بَدَا أَمْرٌ يُعِيْنُ الصَّادِقِيْنَا — وَلَا يُبْقِيْ شُكُوْكَ ذَوِي الْخِصَامِ

وہ امر ظاہر ہوا جو صادقوں کی مدد کرتا ہے۔ — اور جھگڑے والوں کے شکوک کو باقی نہیں رکھتا

بَدَا ابْطَالٌ يُحَارِبُ كُلَّ خَصْمٍ — وَيَضْرِبُ بِالصَّوَارِمِ وَالسِّهَامِ

وہ دلیر ظاہر ہوا جو ہر ایک دشمن سے لڑائی کرتا ہے — اور تلواروں اور تیروں کے ساتھ مارتا ہے۔

فَلَيْسَ لِمُنْكِرٍ عُذْرٌ صَحِيْحٌ — سِوَى التَّسْوِيلِ زُوْرًا كَالْحَرَامِ

پس منکر کا کوئی عذر صحیح نہیں ہے۔ — سوائے اس کے کہ وہ حرام کام کرنے والوں کی طرح جھوٹی باتیں آراستہ کرے

فَهٰذَا يَوْمُ تَهْنِئَةٍ وَفَتْحٍ — وَتَنْجِيَةِ الْخَلَائِقِ مِنْ أَثَامٍ

پس یہ دن مبارک بادی اور فتح کا دن ہے — اور خلقت کو گناہ سے نجات دینے کا دن ہے۔

(نور الحق)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روئے دل را بجانبِ دیں کن

(اپنے دل کا رُخ دین کی طرف کر دے)

اے کہ دیوانۂ پئے اموال!
اے وہ جو کہ زر و اموال کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے

وائے کہ در کارِ دیں چنیں اہمال
افسوس! دین کے کام میں اس قدر فروگزاشت!

روئے دل را بجانبِ دیں کن
اپنے دل کا رُخ دین کی طرف کر دے

فکرِ آخر غمِ نخستیں کن!
اور آخرت کے فکر کو سب سے مقدم فکر بنا لے

حصرِ تو بر قیاس در ہمہ حال
تیرا ہر حال میں قیاس پر ہی انحصار رکھنا

ہست بر حمقِ تو یک استدلال
تیری بے وقوفی پر ایک دلیل ہے

تا نہ فرماں رسد با علانے
جب تک اعلان کے طور پر کوئی حکم نہ پہنچے

چوں شود کس مطیعِ فرمانے
تو کیوں ایسے حکم کا مطیع ہوتا ہے

تا نہ حکمے شود ظہور پذیر
جب تک حاکم کا حکم ظاہر نہ ہو

چوں توانائی شدن مطیعِ امیر
تب تک تو حاکم کی اطاعت کس طرح کر سکتا ہے

تا نہ گردد کسے زِ حق مامور!
جب تک کوئی حق کی طرف سے مامور نہ ہو

کفر و ایماں چساں کنند ظہور
تو (لوگوں کے) کفر و ایمان کیونکر ظاہر ہوں

تا نیاید اشارتے ز نگار!
جب تک اس محبوب کی طرف سے اشارہ نہ ہو

چہ بر آید ز دستِ عاشقِ زار
تو عاشق کے ہاتھوں سے کیا کام ظہور میں آ سکتا ہے

فرق در سرکش و مطیعِ خدا
خدا کے سرکش اور مطیع میں جو فرق ہے

جز بہ حکمش چساں شود پیدا
بغیر اس کے حکم کے کس طرح پیدا ہوگا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

انتہائی نفع مند سودا

بیعت کی حقیقت اور اصل مفہوم

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

۱۹۲۱ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کشمیر تشریف لے گئے تھے وہاں ۱۷ اگست کو بیج بہاڑا کے مقام پر بعض اصحاب نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت لینے کے بعد حضور نے ایک پرمعارف تقریر ارشاد فرمائی جس میں بیعت کی حقیقت اور اس کے اصل مفہوم کو بہت دلنشین انداز میں واضح فرمایا۔ حضور نے فرمایا:-

"بیعت کے معنے بیچنے کے ہیں۔ جب مومن بیعت کرتا ہے تو گویا وہ اپنی جان اور اپنے مال کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اسی لئے قرآن مجید میں آتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اس لئے بیعت کے وقت ایک مومن رسول سے نہیں بلکہ خدا سے اقرار کرتا ہے کہ اب میں نے اپنی جان کو ان انعاموں کے بدلے بیچ دیا جو اللہ نے مومنوں کے لئے رکھے ہیں یعنی ہمیشہ کی زندگی اور جنت۔

جب انسان اپنی چھوٹی سی چیز بیچنا چاہے اور اس کے بدلے میں زیادہ دام اس کو مل جائیں تو وہ ایسے سودے کو کبھی واپس کرنا نہیں چاہتا۔ سو تھوڑی سی زندگی کے بدلے اگر ہمیشہ کی زندگی اور جنت مل جائے تو اس سے اچھا سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کوئی عقلمند بھی ایسے سودے کو واپس کرنا پسند نہیں کرے گا۔ انسان کی جان یوں بھی تو بے حد خطرات میں ہے۔ بیعت کے وقت وہ اس کو اپنے مالک حقیقی کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کے بدلہ میں ہمیشگی کی زندگی کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ سستے سودے

کے لئے بڑی بڑی محنتیں برداشت کرتے ہیں اور بعض اوقات جانیں بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ مگر کئی ہیں جو بیعت جیسے فائدہ مند سودے کی پرواہ نہیں کرتے اور ان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ یہ سودا ٹوٹ جاتا ہے۔ جو شخص بیعت کرتا ہے اور پھر بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اس سودے کے متعلقہ معاہدات کی پرواہ نہیں کرتا گویا وہ اپنے سودے کو واپس کرتا ہے۔

بیعت میں انسان کھوتا کیا ہے ؟ کچھ بھی نہیں۔ جان اس کی اس کے پاس رہتی ہے۔ وہ اپنی روزی کماتا اور بال بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی دکان سے برتن خریدے اور دام دینے کے بعد وہ برتن دکان دار کے ہی سپرد کر دے کہ تم ہی اپنے پاس رکھو اور استعمال کرو اب اگر وہ کبھی ضرورت کے وقت اس سے مانگ لے اور وہ برتن دینے سے انکار کرے تو کیا وہ دکان دار داموں کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ جان بوجھ کر ناقص کپڑا فروخت کیا۔ جب وہ لے کر چلا گیا تو اس کو خیال ہوا کہ اس تھان میں سوراخ تھا۔ اس کا دل ڈرا اور خریدنے والے کے پیچھے بھاگا اور کہا کہ میاں ذرا ٹھہرو، جو کپڑا تم نے خرید کیا ہے اس میں سوراخ ہے۔ اس نے جواب دیا کوئی حرج نہیں میرے روپے بھی سارے کے سارے کھوٹے ہیں۔ سو جو کھوٹی چیز فروخت کرتا ہے اس کو کھوٹے دام ملتے ہیں۔ اسی طرح بیعت کرنے والے کا حال ہے۔ اگر وہ جان مال سے گریز کرتا ہے تو وہ جنت کا حق دار نہیں ہو سکتا۔ وہ سچے داموں کا مستحق تبھی ہے کہ اپنے بیعت کے سودے کو کھرا بنا دے۔ اگر کھوٹا سودا پیش کرتا ہے تو دام بھی کھوٹے ملیں گے جو دوزخ ہے۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت کرنے کے بعد بیعت کرنے والے کا سب سے بڑا تعلق اُس سے ہوگا جس سے اُس نے بیعت کی ہے۔ جان مال بیوی بچے اور دوسرے رشتے کوئی بھی اس میں حائل نہیں ہو سکتے۔ یہی ایک بات تھی جس نے صحابہؓ کو رضی اللہ کے الفاظ کا مستحق بنا دیا۔ انھوں نے بیعت کی اور اسے انجام تک نبھایا۔ ایک صحابیؓ تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر رہیں۔ میں حضورؐ کے آگے بھی لڑوں گا اور پیچھے بھی، دائیں بھی لڑوں گا اور بائیں بھی، گویا اس کا دل برداشت نہیں کرتا تھا کہ آپؐ کے کوئی کانٹا بھی چبھے۔ ایک اور صحابی کا ذکر ہے کہ وہ ایک جنگ میں ایک دشمن (جو پہلے کئی ایک صحابہؓ کو شہید کر چکا تھا) کے مقابلہ پر نکلے اور پھر جلدی ہی واپس لوٹ آئے۔ ان سے پوچھا گیا کیا آپ موت سے ڈرتے ہیں۔ جواب دیا کہ نہیں موت سے نہیں ڈرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج اتفاقاً میرے بدن پر دو زرہیں تھیں مجھے خیال آیا کہ دو زرہوں کا پہننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا میں موت سے ڈرتا ہوں۔ اس لئے میں واپس لوٹ کر دونوں زرہیں اتارنے

کے بعد پھر ہلایا ہوں۔ چنانچہ اسی حال میں وہ گئے اور مقابل پر جو کافر تھا اسے قتل کر ڈالا۔ ایک اور صحابیؓ تھے۔ ایک جنگ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور دشمن کی طرف سے تیر پر تیر برس رہے تھے وہ صحابیؓ آپؐ کے سامنے اوٹ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ان کے بہت سے تیر لگے۔ مگر وہ بڑے استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ تیر پر تیر کھاتے رہے اور سی تک نہ کی۔ جنگ کے خاتمہ پر ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو درد نہ ہوتا تھا؟ جواب دیا کہ درد تو ہوتا تھا مگر مجھے خیال یہ تھا کہ اگر میں سی کروں گا تو ممکن ہے کہ میرا بدن ہل جائے اور اوٹ نہ رہے۔ یہ تو مردوں کے واقعات ہیں۔ عورتوں کے واقعات بھی عجیب حیرت انگیز ہیں۔ جنگِ احد سے جب لوگ واپس آ رہے تھے ایک عورت آگے بڑھی اور لوگوں سے پوچھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ تیرا باپ مارا گیا۔ اس نے پھر پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے، کسی نے کہا تیرا بھائی مارا گیا۔ اس نے پھر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے، کسی نے کہا کہ تیرا خاوند مارا گیا۔ اس عورت نے غصہ سے کہا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھتی ہوں تم کچھ اور ہی باتیں کر رہے ہو اسی شخص نے کہا کہ الحمد للہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔ عورت نے زور سے الحمد للہ کہا اور بولی میں تو آپؐ ہی کی خیریت چاہتی تھی مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ میرے عزیز رشتہ دار مارے گئے۔

جب تک اس طرح کا اخلاص نہ ہو جنت نہیں ملتی۔ ایسے اخلاص والوں کے لئے اس دنیا میں بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ جیب سے رومال نکالا اور تھوک صاف کرنے کے بعد بولے بخ بخ ابو ھریرہ۔ کسی نے پوچھا کیا بات ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ایک وقت تھا کہ جسم ڈھانپنے کے لئے پورا کپڑا بھی میرے پاس نہ ہوتا تھا۔ آج میں اس رومال میں تھوک رہا ہوں جو ایران کے بادشاہ کے سامنے دربار کے موقع پر رکھا جاتا تھا اکثر وقت فاقہ سے گزارا کرتے تھے بعض وقت بھوک کی شدت کی وجہ سے میں بے ہوش ہو جاتا اور لوگ مرگی کا دورہ سمجھتے۔ ایک دفعہ میں بھوک کی وجہ سے بہت بیتاب تھا مگر کسی سے سوال نہ کرتا تھا حضرت ابو بکرؓ گزرے تو میں نے ایک آیت پوچھی جس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ مطلب بتلاتے بتلاتے اپنے گھر تک لے جائیں اور کھانا کھلائیں مگر وہ نہ سمجھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میری بھوک کی حالت کو معلوم کر لیا۔ آپؐ کے پاس ایک پیالہ دودھ کا آیا۔ میں نے خیال کیا آپ مجھے دے دیں گے۔ مگر آپ نے حکم دیا کہ پہلے دوسرے حاضرین کو پلاؤ۔ میں نے پیالہ ان کو دے دیا۔ سب نے پیا مگر پیالہ ختم نہ ہوا۔ پھر میری باری آئی۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ فرمایا اور پیو،

میں نے اُوپر پیا۔ ایسا شیریں اور لذیذ تھا کہ اس کی تراوت میرے ناخنوں تک پہنچ گئی۔ پس جب ان لوگوں نے اپنے جان و مال کو اس طرح سپرد کیا تبھی انعاموں کے وارث ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ذکر ہے کہ ان کا لڑکا ایک جنگ کے بعد ان سے ملا۔ اس جنگ میں وہ کفار کی طرف سے لڑا تھا۔ اس نے کہا کہ ایک موقعہ ایسا تھا کہ میں آپ کو قتل کرسکتا تھا۔ مگر پدرانہ تعلق نے میرے ہاتھ کو روک دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ اگر تو میرے سامنے آجاتا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔ الغرض جب تک رشتہ داری اور جان اور مال کو اس طرح دین کے بارہ میں قربان نہ کیا جاوے تب تک اجر نہیں مل سکتے۔

یہ بیعت جو میرے ہاتھ پر اس وقت کی گئی ہے وہ میری بیعت نہیں ہے بلکہ مسیح موعودؑ کی ہے۔ پھر مسیح موعودؑ کی بھی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور غور کیا جائے تو آنحضرتؐ کی بھی نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی ہے۔ یہی بیعت قیامت تک چلے گی۔ سو اس کو اُسی رنگ میں نبھاؤ جس طرح صحابہؓ نے نبھایا تھا۔ انہوں نے قربانیاں کیں تبھی انعام پائے۔ انہوں نے دنیوی آرام کے مقابلہ پر ہمیشگی کی زندگی کو ترجیح دی۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ مشکلات کے وقت بیعت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ دراصل ایسے ہی موقع ہوتے ہیں۔ جن پر ایمان کی پرکھ ہوتی ہے۔ سو ایسے وقتوں میں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ بیعت کے بعد ان کی جان اپنی نہیں رہتی۔ یہ خدا کا برتن ہے چاہے توڑے چاہے رکھے۔ پس دلیری اور جرأت سے کام لے کر مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور خدمتِ دین میں کمربستہ رہنا چاہیئے۔ انسان کو چاہیئے کہ بیعت کے مفہوم کو اس طرح سمجھے کہ اس جان کے بدلہ میں دنیا کا کچھ نہ مانگے۔ اُس کی جان مال اور اولاد سب خدا کے ہیں۔ اس کے حکموں کے ماتحت ان کو صرف کرے اور دین کے تمام حکموں پر عمل کرے۔ جب تک کُل احکام کو مان کر اشاعتِ دین نہ کرے ایمان کامل نہیں ہوتا اور بیعت کا حق ادا نہیں ہوتا۔"

(الفضل ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء)

مبایعین کے لئے ضروری امر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص بیعت میں داخل ہوتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان مقاصد کو مدنظر رکھے جو بیعت کے مقاصد ہیں" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۵)

آسمانی بشارتوں کے پورا ہونے کا ایک اور درخشندہ ثبوت

خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں شادی کی پُرمسرت و بابرکت تقریب

مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۶۵ء بروز اتوار مطابق ۱۸ شوال ۱۳۸۴ھ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شادی کی ایک نہایت ہی پُرمسرت و بابرکت تقریب عمل میں آئی۔ یہ تھی محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے فرزندِ ارجمند صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سلمہ ربہٗ اور محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی صاحبزادی، سیّدہ امۃ الحبیب بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ کی شادی کی تقریب سعید۔ دولہا اور دلہن سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتا اور پڑپوتی ہونے کی حیثیت میں حضور علیہ السّلام کی ذریّتِ طیّبہ کی تیسری نسل کے دو درخشندہ گوہر ہیں۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے پوتے اور حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے نواسے ہیں۔ اسی طرح صاحبزادی سیّدہ امۃ الحسیب بیگم قمر الانبیاءؑ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی اور حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا کی نواسی ہیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام میں شادی کی یہ مبارک تقریب بھی غیر معمولی تائید و نصرت کے آسمانی نشانوں اور مہتم بالشان خدائی بشارتوں کی مظہر ہوتے ہوئے ہمارے لئے ازحد خوشی و مسرت اور ازدیادِ ایمان و ایقان کا موجب ہے۔ یہ شاہدِ ناطق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اولاد کے حق میں اِس دعا کی قبولیّت پر کہ:-

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یّرانی

اور یہ شاہدِ ناطق ہے اس عظیم الشان آسمانی بشارت کے عظیم الشان ظہور پر کہ:۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد — بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا" ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد — بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد"
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی

فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اور پھر یہ شاہدِ ناطق ہے اس خدائی وعدہ کے مسلسل پورا ہوتے چلے آنے اور آئندہ تاقیامت پورا ہوتے چلے جانے پر کہ:۔

" تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا "

الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔

ادارہ "انصار اللہ" شادی کی اس پُرمسرت تقریب پر جو اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان وعدول کے مسلسل پورا ہوتے چلے آنے پر دال ہوتے ہوئے ایک نشانِ صداقت کی حیثیت رکھتی ہے اور ایمان و یقین اور بصیرت و معرفت کو ترقی دینے کا موجب ہے، سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا، حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا، حضرت سیّدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور آپ کی بیگم، محترمہ سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ، محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب اور آپ کی بیگم محترمہ سیّدہ طاہرہ بیگم صاحبہ نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں صمیم قلب سے مبارکباد عرض کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شادی کی اس پُرمسرت تقریب کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت اور عظمت و نتائجِ خیر کا موجب بنائے اور اس کے ثمراتِ حسنہ سے ہمارے دلوں کو شادکام فرمائے اور حضور علیہ السلام کی ذرّیتِ طیّبہ کے حق میں اپنی عظیم الشان بشارتوں کو نسل در نسل پورا فرماکر اسے قیامت تک سرسبز رکھے تاقیامت تک دنیا میں اسلام کا بول بالا رہے اور اس کا غلبہ مستحکم سے مستحکم تر اور روشن سے روشن تر ہوتا چلا جائے

آمین اللّٰھم آمین۔

-:-

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دردمندانہ دُعا

قبولیت کی بشارت اور اس کا عظیم الشان ظہور

(ابن حسن جاوید کے قلم سے)

انیسویں صدی کے نصف آخر میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احیاءِ دین اسلام اور اصلاحِ خلق کے عظیم الشان کام پر مامور فرمایا تو آغاز کار ہی آپ کو سلسلہ بیعت کا آغاز کرنے اور پاکباز انسانوں کی ایک جماعت قائم کرنے کا حکم دیا۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ صادق دل اور پاک باطن انسانوں کا یہ گروہ مادہ پرستی کی ظلمت اور عام گمراہی وضلالت میں بھٹکنے والی پوری دنیائے انسانیت پر نیک اثر ڈالے اور اس گروہ کا باہمی اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت اور نتائج خیر کا موجب ہو اور یہ اسلامی مہمات کو سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہو۔ یہ اتنی عظیم ذمہ داری تھی کہ بلاشبہ پہاڑوں پر ڈالی جاتی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ آپ نے خدائی حکم کی تعمیل میں اس عظیم بوجھ کو اپنے سینہ پر اٹھایا اور ہمہ تن دعا بن کر باری تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے خدا تو اس کام کی انجام دہی میں میری مدد فرما اور اس کام کو میرے لئے آسان کر دے۔ ایک مُردہ اور بے جان قوم میں سے جس میں اسلام کی کوئی بُو باقی نہ رہی تھی اسلام کی خاطر مر مٹنے والی ایک جاں نثار و فاشعار جماعت کا قیام کوئی ہنسی کھیل نہ تھا۔ آپ دن اور رات دعاؤں میں مصروف ہو گئے اتنی دعائیں کیں کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمان کی فضائے بسیط بھی دعاؤں سے بھر گئی آپ نے اس قدر درد و الحاح اور تضرع کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ بعض اوقات درد و کرب اور سوز و گداز کے عالم میں آپ کو یوں محسوس ہوتا کہ موت کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ ایک دفعہ اپنی اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :-

"میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک

نوبت پہنچ جاتی ہے" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۲)

ذیل میں ہم آپ کی ایک ایسی ہی دردمندانہ دعا جو عربی زبان میں ہے درج کرتے ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدائی حکم کے ماتحت ایک پاک اور فدائی اسلام جماعت کے قیام کے لئے آپ نے دعائیں کرنے میں کس طرح اپنی جان کو گھلا رکھا تھا۔ آپ نے اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح یہی التجا کی کہ رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی چنانچہ آپ نے اپنے قادر و عزیز خدا کے حضور عرض کیا:۔

"رَبِّ اَحْیِ الْاِسْلَامَ بِجُهْدِیْ وَ هِمَّتِیْ وَ دُعَائِیْ وَ کَلَامِیْ۔ وَاَعِدْ بِیْ نَضْرَتَهٗ وَ حِبْرَهٗ وَ سِبْرَهٗ۔ وَ مَزِّقْ کُلَّ مُعَانِدٍ وَ کِبْرَهٗ۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اَرِنِیْ وُجُوْهًا ذَوِی الشَّمَائِلِ الْاِیْمَانِیَّةِ وَنُفُوْسًا ذَوِی الْحِکْمَةِ الْیَمَانِیَّةِ وَعُیُوْنًا بَاکِیَةً مِنْ خَوْفِكَ وَقُلُوْبًا مُقْشَعِرَّةً عِنْدَ ذِکْرِكَ وَ اَصْلًا نَقِیًّا یَرْجِعُ اِلَی الْحَقِّ وَالصَّوَابِ یَتَفَیَّاءُ ظِلَالَ الْمَجَاذِیْبِ وَالْاَقْطَابِ"

اے میرے ربّ تو میری کوشش اور ہمت اور دعا اور کلام سے اسلام کو زندہ کر دے اور میرے ذریعے سے اس کی شان و شوکت اور خوبصورتی کو ظاہر کر دے اور ہر ایک دشمن اور اس کے کبر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال۔ اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے مجھے ایسے چہرے دکھا جو ایمانی شمائل رکھنے والے ہوں اور ایسے لوگ دے جو حکمت یمانی رکھتے ہوں، اور ایسی آنکھیں جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں اور ایسے دل جو تیرے ذکر سے کانپ جانے والے ہوں اور ایسی خالص فطرت رکھنے والے جو حق اور راستی کی طرف لوٹنے والی ہو اور مجذوبوں اور قطبوں کے سائے کے نیچے چلنے والی ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰ طبع سوم)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان تضرعات کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور آپ کو بشارت دی کہ اے میرے بندے تو دل گیر اور فکرمند نہ ہو تیرا بوجھ ہلکا کیا جائے گا، تجھے تیری ہر مراد ملے گی جو تو چاہتا ہے وہی کچھ ہو گا۔ چنانچہ آپ آگے چل کر اس دعا کی قبولیت کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں:۔

فَسَمِعَ اللّٰهُ دُعَائِیْ وَتَضَرُّعِیْ وَالْتِجَائِیْ وَبَشَّرَنِیْ بِفُتُوْحَاتٍ مِنْ عِنْدِهٖ وَتَائِیْدَاتٍ مِنْ جُنْدِهٖ وَقَالَ لَا تَخَفْ اِنَّنِیْ مَعَكَ وَمَاشٍ مَعَ مَشْیِكَ۔ اَنْتَ

پس اللہ نے میری دعا اور عاجزی اور التماس لی اور مجھے اپنی طرف سے فتوحات اور اپنے لشکر کی تائیدات کی بشارت دی اور کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور میں قدم بہ قدم تیرے ساتھ چلنے والا ہوں۔ تو مجھے جتنا پیارا ہے لوگ اس کا

مِنّیِ بِمَنْزِلَةٍ لَایَعْلَمُ الْخَلْقُ
وَجَدْتُكَ مَا وَجَدْتُكَ۔ اِنِّیْ مُهِیْنٌ
مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ وَ اِنِّیْ مُعِیْنٌ
مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ۔ اَنْتَ مِنِّیْ وَ
سِرُّكَ سِرِّیْ۔ وَاَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ
اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ اِخْتَرْتُكَ
لِنَفْسِیْ هٰذَا مَا بَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَمَلْجَائِیْ
عِنْدَ اَرَبِیْ وَ وَاللّٰهِ لَوْ اَطَاعَنِیْ
مُلُوْكُ الْاَرْضِ كُلُّهُمْ وَفُتِحَتْ
عَلَیَّ خَزَائِنُ الْعَالَمِ كُلُّهَا مَا اَسَرَّنِیْ
كَسُرُوْرِیْ مِنْ ذَالِكَ رَبِّ اِنِّیْ مُلِئْتُ مِنْ اٰلَائِكَ
وَاُشْرِبْتُ مِنْ بِحَارِ نَعْمَائِكَ۔ رَبِّ بَلِّغْ
شُكْرِیْ اِلٰی اَرْجَاءِ سَمَائِكَ وَ
تَعَالَ وَادْخُلْ فِیْ قَلْبِیْ بِجَمِیْعِ
ضِیَاءِكَ۔ اِنِّیْ اٰثَرْتُكَ وَرَسُوْلَكَ
عَلٰی سِوَاكَ۔ وَانْسَلَخْتُ مِنْ نَفْسِیْ
وَجِئْتُ رَاغِبًا فِیْ رِضَائِكَ۔

اندازہ نہیں کر سکتے میں نے تجھے پایا جیسا تجھے پایا۔ میں اس کو ذلیل کردوں گا جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا اور میں اس کی مدد کروں گا جو تیری مدد کا ارادہ کرے گا۔ تو مجھ سے ہے تیرا بھید میرا بھید ہے تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا یہ ہے وہ بشارت جو میرے رب نے مجھے عطا کی۔ وہ میری حاجت کے وقت میری پناہ ہے اور خدا کی قسم اگر تمام جہان کے بادشاہ میرے ماتحت ہو جاتے اور سارے عالم کے خزانے میرے تصرف میں دے دیئے جاتے تو مجھے وہ سرور نصیب نہ ہوتا جو اس بشارت سے حاصل ہوا۔ اے میرے رب میں تیری نعمتوں سے بھر گیا ہوں اور تیری نعمتوں کے سمندروں سے سیر کیا گیا ہوں اے میرے رب میرے شکر کو آسمان کے کناروں تک پہنچا اور آ اور میرے دل میں اپنے تمام نور کے ساتھ داخل ہو جا میں نے تجھے اور تیرے رسول کو تیرے غیر پر چن لیا ہے اور میں اپنے نفس سے باہر گیا ہوں اور تیری رضا کی طرف راغب ہوگیا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱ طبع سوم)

آپ نے انتہائی سوز و گداز کے عالم میں جو عظیم الشان دعا مانگی تھی اس میں آپ نے احیاء و غلبۂ اسلام کے ساتھ ساتھ ایک ایسی جماعت عطا ہونے کی بھی التجا کی تھی جس کے افراد ایمانی شمائل اور حکمتِ یمانی رکھنے والے خوفِ کردگار سے آنسو بہانے والے، ہر آن ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والے اور ایسی خالص فطرت رکھنے والے ہوں جو حق اور راستی کی طرف دوڑتی ہے اور مجذوبوں اور قطبوں کے ساتھ سائے کی طرح چلتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ قبولیتِ دعا کی مندرجہ بالا بشارت میں ایسی مثالی جماعت عطا ہونے کی بشارت بھی شامل تھی چنانچہ اس امر کے باوجود کہ آپ یکہ و تنہا تھے، کوئی آپ کا مددگار نہ تھا، اور تھے بھی آپ گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نشانِ صداقت کے طور پر آپ کو ایک ایسی صاف دل اور پاک باطن جماعت عطا کی

سو اُن تمام اوصاف سے متصف تھی جن کا آپ نے اپنی دعا میں ذکر کیا تھا۔

ایسی عظیم الشان جماعت کا عطا ہونا احیاء موتیٰ کے معجزہ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود باجود کو ایسی جاذبیت اور ایسی مقناطیسی کشش عطا کی کہ سعید فطرت لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ پھر آپ نے اپنی شبانہ روز دعاؤں، خاص الخاص توجہ اور غیر معمولی قوتِ قدسی کی مدد سے انہیں ایسا صیقل کیا کہ حسب استعداد و علیٰ قدر مراتب انھیں بھی تابناک بنا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی زندگیوں میں ایسا تغیرِ عظیم آیا کہ وہ جو پہلے خود تاریکی میں گمشدہ تھے اپنی اس تابندگی و درخشندگی سے ظلمت میں لپٹی ہوئی دنیا پر نور برسانے لگے۔ ان میں حضرت مولوی نور الدین رضی جیسے فاضل اجل۔ عالم باعمل اور خدمت و فدائیت میں بے مثل فرید الدیار بھی تھے اور حضرت مولوی عبد الکریم رضی جیسے خوش اطوار اور خوش بیان واعظ و مقرر بھی۔ مالیر کوٹلہ کے حکمران خاندان کے درویش صفت نامی گرامی رئیس حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی بھی تھے اور سراپا محبت و اخلاص اور خدمت گزار و جاں نثار حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری جیسے غریب پٹواری بھی۔ حضرت پیر سراج الحق جمالی نعمانی رضی جیسے صاف باطن یک رنگ صاحبِ طریقت بھی تھے اور حضرت مولوی سید محمد احسن امروہوی رضی مہتمم مصارف ریاست بھوپال جیسے علوم عربیہ کے فاضل اور واقفِ اسرار شریعت بھی۔ اور پھر حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہید رضی جیسے صاحبِ عزیمت و استقامت بزرگ بھی تھے جنہوں نے جاہ و منصب اور عزت و شہرت کے حامل ہونے کے باوجود حق و صداقت کی خاطر کمال دلیری اور بشاشت و طمانیت کے ساتھ انتہائی دردناک حالات میں جام شہادت نوش کیا۔ الغرض ہر طبقہ کے چیدہ چیدہ افراد جو باوجود روپوش ہونے کے بےنفسی و للہیت، تقویٰ و طہارت، اخلاص و محبت اور خدمت و فدائیت میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ وہ ابتداءً گنتی کے چند افراد تھے پھر سینکڑوں ہوئے اور پھر ہزاروں اور لاکھوں تک ان کی تعداد پہنچی۔ آپ اپنی دردمندانہ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں انتہائی وفا شعار اصحاب کے باہم اکٹھا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کو یاد کر کے بڑی کثرت کے ساتھ اس کا شکر ادا کیا کرتے تھے چنانچہ ابتدائی زمانہ میں ہی ایک موقعہ پر اپنے جذباتِ تشکر کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:۔

"ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں۔ بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے ۔۔۔۔ جن پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سے اوّل درجہ پر میرے خالص دوست اور محب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جن کو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کے لئے میرے ساتھ تعلقِ محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی آخرت پر نظر ہے۔ سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور

میں ان کے ساتھ ہوں۔" (شہادت القرآن صہ۱۰۲)

نیز اسی تعلق میں مزید فرمایا:۔

"نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں۔ بلکہ دوسروں سے زیادہ ہی ہیں۔ جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے" (شہادت القرآن)

اس کے بعد ایک اور موقع پر جب کہ خدائی وعدوں اور پیہم ملنے والی بشارتوں کے مطابق جماعت بڑھ گئی اور آپ کے صحابہ کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی۔ آپ نے ان کے جوشِ اخلاص اور جذبۂ ایثار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انھوں نے آپؐ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا۔ اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر بامراد کیا۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ جس دن سے میں نے نصیبین کی طرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر وہ مامور کیا جائے اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر اس کو بھیجا جائے تو اس کی بڑی ہی خوش قسمتی ہے . . . .

اس موقع پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروّت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کو تیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئیں گے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں۔ میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں

کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہؓ ساعت العسر میں دکھاتے تھے ... میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں۔ لیکن انھوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے ...... سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوشِ محبت سے لبریز ہیں"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۹)

نیز ایک اور جگہ آپ صاف دل اور پاک باطن اور فدائی جماعت کے عطا ہونے پر ان الفاظ میں اپنے جذبات تشکر کا اظہار فرماتے ہیں:۔

" میں اس بات کے اظہار اور اس شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلقِ اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں" (فتح اسلام)

الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کی دردمندانہ دعاسن کر اپنے وعدے اور بشارت کے عین مطابق آپ کو ایک ایسی فدائی اور مخلص جماعت عطا فرمائی جو واقعی ایمانی شمائل اور حکمتِ یمانی رکھنے والے، خوفِ کردگار سے آنسو بہانے والے، ذکر الٰہی سے اپنی زبانیں تر رکھنے والے، خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے والے اور اپنی ہر حرکت و سکون سے رشد و سعادت کے آثار ظاہر کرنے والے تھے۔ انہوں نے خدمت و فدائیت اور بے نفسی اور للّٰہیت کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ آسمان پر خدا کے فرشتے ان کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے اور خود اللہ تعالےٰ نے خوش ہو کر اپنے فرشتوں سے ان کا ذکر کیا۔ ان کے ان کارناموں پر خوشنودگی باری تعالیٰ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے ہی قدسی صفات صحابہ کی اولاد اور ان کے جانشین ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس للّٰہی جماعت میں شمولیت کی قدر کرتے ہوئے انہی کے نقش قدم پر چلیں اور ان کی تقلید میں وہی للّٰہیت، وہی خشیت، وہی تقویٰ، وہی محبت، وہی فدائیت، وہی پاکیزگیٔ نفس، وہی اخلاق فاضلہ، اور ان سب کا نچوڑ وہی روحانیت اپنے اندر پیدا کریں جو صحابہؓ کا طرۂ امتیاز تھی۔ اس کے بغیر ہم اس خدائی جماعت میں جو خدا کی آخری جماعت ہے اپنی ظاہری شمولیت کے باوصف عنداللہ شمولیت کے حقدار قرار نہیں پا سکتے۔ یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو محض اپنے فضل سے ایک ایسی جماعت میں شمولیت کا شرف بخشا ہے جو ایک فانی فی اللہ کی نیم شبی دعاؤں کا ثمرہ ہے اور جسے خدا نے اس زمانہ میں غلبۂ اسلام کی خاطر اپنی رحمتِ خاص کے طور پر خود اپنے ہاتھ سے قائم فرمایا ہے خدا تعالیٰ کے اس بے پایاں فضل و احسان پر نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے شکر کا اظہار ہمارے لئے فرض عین کا درجہ رکھتا ہے۔ محض برائے نام شمولیت ہمیں کسی اجر و ثواب اور فضل و انعام کا مستحق نہیں بنا سکتی بلکہ اعمال سے تہی شمولیت ناشکری کے رنگ میں الٹا مورد غضبِ الٰہی بنانے کا موجب بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے بزرگ اسلاف یعنی صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پہ چلنے اور انہی کی طرح دین کو دنیا پہ مقدم رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں خدمت اسلام کے لئے وقف کرنے اور اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کرنے اور کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم شکرگزاروں اور نافرمانوں کے حق میں نازل شدہ کسی وعید کے نہیں بلکہ حقیقی متبعین کے حق میں عطا ہونے والی اس خدائی بشارت کے مصداق ثابت ہوں کہ:

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پہ تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اے خدا! اپنے فضل اور رحم سے جس کی کوئی انتہا نہیں تُو ایسا ہی کر۔ ہم عاجز اور کمزور ہیں اور تُو قادر و مقتدر۔ انت الرحیم والرحمٰن، انت الموفق والمستعان۔

انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات

مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے قائد عمومی مجلس مرکزیہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے پُر زور تحریک کی جاتی ہے کہ تمام ضلعی مقامات پر انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات ہر سال کم ازکم ایک بار ضرور منعقد ہوں جن میں گرد و پیش کی مجالس کے انصار کثرت سے شریک ہوں اور چند دن صحبت صالحین میں ذکر الٰہی اور دعاؤں اور خدا اور اس کے رسول ؐ کی باتیں سننے اور محاسبہ نفس کرنے میں صرف کریں۔ ان اجتماعات میں علماء سلسلہ کے علاوہ ان علاقوں میں رہائش رکھنے والے بزرگان سلسلہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابہ بھی شرکت فرماتے ہیں۔ وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں کچھ گھڑیاں گزاریں اور حضور علیہ السلام سے فیض صحبت حاصل کیا جنہوں نے حضور علیہ السلام کے انفاس قدسیہ کے اثرات کو رگ رگ و ریشہ میں محسوس کیا اور حضور علیہ السلام کے کلمات طیبات کو اپنے کانوں سے سنا اور دل میں جگہ دی ایسے بزرگوں کی صحبت بجائے خود ایک بہت بڑی سعادت ہے جسے آنے والی نسلیں ترسیں گی۔ ان بزرگ اور مقدس ہستیوں کی پاک صحبت میں جو گھڑیاں بھی گزریں غنیمت ہیں اس لئے کہ کونوا مع الصادقین کے ارشاد خداوندی کی تعمیل اپنے اندر بیش بہا خزائن رکھتی ہے جو انسان کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ پاک صحبت کے نیک اثرات بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یاد رکھو میں جو اصلاح خلق کے لئے آیا ہوں۔ جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی" گویا صحابہؓ خدا کا روپ ہو گئے ۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر وہ دور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا تعالیٰ کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کونوا

مع الصادقین اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سِرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔" (ملفوظات جلد دوم ص ۷۱-۷۲)

جس طرح حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے اندر خدا کو جلوہ گر دیکھا اور آپ کی صحبت نے انہیں خدا کے رنگ میں رنگین کر دیا اس طرح کہ وہ خدا کی صفات کے مظہر بن گئے اور ان میں بھی خدا کا جلوہ نظر آنے لگا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اللہ فی اصحابی" یعنی میرے صحابہؓ خدا تعالےٰ کے رنگ میں اس قدر رنگین ہو جاتے ہیں کہ خدا کی صفات سے متصف ہو کر وہ خدا کا روپ دھار لیتے ہیں اور ان میں خدا نظر آنے لگتا ہے اسی طرح وہ آخرین منھم کے ارشاد خداوندی کے مطابق مصلح دوراں اور مرسل زماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے بزرگوں نے بھی اپنے تئیں خدا کے رنگ میں رنگین پایا اور اسی کی صفات سے متصف دیکھا یہاں تک کہ ان میں خدا کا چہرہ جلوہ گر نظر آیا۔ پس ایسے بزرگوں کی صحبت جہاں بھی میسر آ جائے غنیمت ہے اور خدا کے فضل سے اپنے اندر بے بہا افضال رکھتی ہے۔ ان کے انفاس طیبہ اور ارشادات عالیہ دلوں میں نیک تغیر پیدا کر دیتے اور انسان کی کایا پلٹ دیتے ہیں اور ان سے فیضِ صحبت حاصل کرنے والے خدا تعالےٰ کو اپنے قریب دیکھتے ہیں اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق :-

"خدا تعالےٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے" (ملفوظات جلد دوم ص ۲)

پس یہ اجتماعات خدا کے فضل سے "بندگانِ خدا" کے قرب کے زرّیں مواقع بہم پہنچاتے ہیں جن سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

پھر ان مجالس میں اجتماعی و انفرادی دعاؤں ذکر الٰہی انابت الی اللہ اور خدا اور اس کے رسولؐ کی باتیں سننے اور ان کی روشنی میں محاسبہ نفس کرنے کے زرّیں مواقع کثرت سے میسّر آتے ہیں جن سے دلوں کے زنگ دور ہو جاتے ہیں اور ان کے اندر ایک نئی جلا اور نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ انسانی نفس دنیوی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اپنے اندر ایک نیک تغیر محسوس کرتا ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو" (ملفوظات جلد دوم ص ۲)

پس ان مجالس میں شرکت خدا کے فضل سے دلوں میں نیک تغیر پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔

نیز ان مجالس میں گرد و پیش کے احباب سے ملنے اور ان کے قریب رہنے کے مواقع میسّر آتے ہیں جو باہم محبت و مؤدت کا رشتہ استوار کرنے کا موجب بنتے ہیں اور اس طرح ایک دوسرے سے گہری وابستگی پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح ہمیں ان اجتماعات میں اپنے کام کا جائزہ لینے کے مواقع میسّر آتے ہیں۔ ہم اپنی خامیوں کو دور کرنے اور اپنے پروگرام کو بہتر بنانے کے وسائل پہ غور کرتے ہیں اور اس طرح اپنی سستی اور غفلت کو دور کرنے اور اپنا کام بہتر رنگ میں سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس یہ اجتماعات مسابقت الی الخیر کی روح پیدا کرتے ہیں۔ انصار اللہ کے اجتماعات کی تحریک فرماتے ہوئے اور ان کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود فرماتے ہیں:-

"میں ایک دفعہ پھر انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں ایک دفعہ پہلے بھی میں نے انہیں کہا تھا کہ وہ خدام الاحمدیہ کی طرح سال میں ایک دفعہ خاص طور پر باہر سے لوگوں کو بلوائیں تاکہ ان کے ساتھ مل کر اور گفتگو اور بحث و تمحیص کر کے انہیں دوسروں کی مشکلات کا احساس ہو اور وہ پہلے سے زیادہ ترقی کی طرف قدم اٹھا سکیں بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسروں کے مشورہ سے انسان بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

مجلس انصار اللہ کے مرکزی اجتماع کی جو ہر سال ربوہ میں منعقد ہوتا ہے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سے بزرگان سلسلہ اور علماء جماعت کثرت سے شرکت فرماتے ہیں اور اتنی بڑی تعداد میں کہ ان کی یہ کثرت مرکز سلسلہ کے علاوہ کسی اور مقام کو حاصل نہیں ہوتی اس لئے مرکزی اجتماع کی یہ تقاریر اور درسوں کا سلسلہ اپنے اندر بیش بہا اور انمول موتی رکھتا ہے جن سے وہ دوست متمتع ہوتے ہیں جو مرکزی اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ مگر چونکہ ہر مقام سے اور ہر دوست اس مرکزی اجتماع میں شریک نہیں ہوتا اس لئے مرکزی اجتماع انصار اللہ میں علماء سلسلہ اور بزرگان جماعت کی تقاریر ٹیپ کے ذریعہ ریکارڈ کر کے مختلف ضلعی اجتماعات میں سنائی جاتی ہیں تاکہ دور دراز کے دوست بھی ان سے مستفید ہو سکیں۔

پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر ضلعی مقام پر سال میں کم از کم ایک بار انصار کا تربیتی اجتماع ضرور منعقد ہو تا گرد و پیش کے رہنے والے انصار بھی ان فیوض و برکات سے مالا مال ہوں جو یہ دینی اجتماعات خدا کے فضل سے اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے تاکہ ہم ان ذمہ داریوں سے

بطریق احسن عہدہ برا ہو سکیں جو انصار اللہ کے رکن ہونے کی وجہ سے ہم پر عاید ہوتی ہیں۔ آمین۔ اللہ:۔
"تاہم خدا تعالیٰ کے سامنے بیدار اور ہوشیار سپاہیوں کی صورت میں پیش ہوں۔ اور بے کار لوگوں کی صورت میں پیش نہ ہوں" (المصلح الموعود۔ خطبہ جمعہ ۲۲ اکتوبر ۴۳ء)

انصار اللہ کا عہد

ہمارے سالانہ اجتماع اکتوبر ۵۶ء کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کے لئے مندرجہ ذیل عہد منظور فرمایا۔ سب مجالس اپنے اجتماعات میں اسے بالالتزام دہرایا کریں۔ (قائد عمومی)

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

افریقہ میں عیسائیت کا غلبہ مٹنے کے واضح اور نمایاں آثار

۶۸ سال قبل کی ایک پیشگوئی جو آج بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اہلِ افریقہ دن بدن عیسائیت سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں۔ اس عام بیزاری کی وجہ خود مروجہ عیسائی عقاید ہیں جن کی رو سے مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کر کے اسے خدا کی خدائی میں شریک تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اس بات پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ اس نے بنی نوعِ انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی خاطر صلیب پر جان دی۔ غیر ملکی تسلط سے آزاد ہونے اور علم کی روشنی سے منوّر ہونے کے بعد افریقہ کے لوگ اب ان غیر معقول اور یکسر باطل عقاید کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ خدائی تصرف کے ماتحت وہاں توحید باری کی ایسی ہوا چلی ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں روز بروز یہ خیال راسخ ہوتا جا رہا ہے کہ کسی کا خون ان کی نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ نجات کی ایک ہی راہ ہے کہ انسان خدائے واحد پر ایمان لائے اور اس کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرے۔

فی زمانہ وہاں ایسے واقعات بکثرت رونما ہو رہے ہیں جن سے اہلِ افریقہ کے اس جدید اور انقلاب انگیز رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہاں شمالی رہوڈیشیا کے ایک باشندے مسٹر کُڈ ذائی نگارا (MR. KUDZAI NGARA) کے ایک انگریزی مضمون کے بعض اقتباسات کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ ان کا یہ مضمون شمالی رہوڈیشیا کے شہر سالسبری سے شائع ہونے والے "پےَ ریڈ" (PARADE) نامی ماہوار رسالہ کے اپریل ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ ان کے مضمون کا عنوان ہے "میں خدا کی ہستی پر ایمان رکھتا ہوں لیکن یہ نہیں مانتا کہ مسیح نے میرے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی خاطر جان دی"۔ اس میں وہ رقمطراز ہیں:۔

"انجیل کہتی ہے کہ اس گناہ آلود دنیا سے نجات کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کرنا۔ اور اس میں ہو کر نجات کا طالب ہونا۔ اس سے

مراد یہ لی جاتی ہے کہ گلگوتھا نامی وادی میں سے ہوتے ہوئے کیلوری کی راہ پر گامزن ہو کر، لوگوں کی گالیاں سن کر اور صلیب پر لٹکنے کے بعد ایلی ایلی لما سبقتنی کی چیخ و پکار ڈال کر مسیح میرے گناہوں کے کفارہ کی راہ ہموار کر رہا تھا۔ میں انجیل کے اس بیان کی تردید کرتا ہوں۔

میں خدا کا منکر اور دہریہ نہیں ہوں۔ میں خدا کی ہستی پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس بات کو تسلیم کرنے سے بھی مجھے انکار نہیں کہ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی خالق کل ہستی نے پیدا کیا ہے میں بعث بعد الموت کا بھی قائل ہوں لیکن اس بات پر قطعاً ایمان نہیں رکھتا کہ مسیح نے صلیب پر میرے گناہوں کی پاداش میں جان دی۔"

آگے چل کر مسٹر نگار اپنے ابتداءً عیسائیت کے جنگل میں گرفتار ہونے اور پھر بالآخر اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"دو عیسائی مشنری یہاں آئے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ مسیح نے میری خاطر جان دی۔ میں ان کے دھوکہ میں آگیا اور انھوں نے جو کچھ کہا اسے سچ سمجھ بیٹھا۔ میں ایک عرصہ تک ان کا پکا مرید اور کٹر عیسائی بنا رہا۔ میرے والد اور میری والدہ نے شروع ہی سے مجھے یہ تعلیم دی کہ نجات مسیح میں ہو کر ہی مل سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ میں نے دھوکہ کھایا اور ان کی بات پر ایمان لے آیا۔ مجھے کیا حق پہنچتا تھا کہ میں اس بارہ میں ان سے اتفاق کرتا؟ اُس وقت میں ایک بچہ تھا اور ان کی بات ماننے کے سوا چارہ نہ تھا۔ لیکن اب مجھ پر واضح ہو چکا ہے کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ میں بے قصور ہوں۔ مسیح نے میری خاطر جان نہیں دی۔ مجھ پر ایک ایسے جرم کا الزام کیوں لگایا جائے جس کا میں نے ارتکاب نہیں کیا؟ مجھے یہ بات ماننے اور تسلیم کرنے پر کیوں مجبور کیا جائے کہ گناہوں سے نجات مسیح میں ہو کر ہی ملتی ہے جب کہ صدیوں پہلے میرے آباؤ اجداد جانتے تھے کہ آسمان پر ایک قادر مطلق ہستی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی قسمت اس قادرِ مطلق ہستی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہستی بجز خدا کے اور کوئی نہیں،،

آگے چل کر مسٹر نگار نے عیسائی چرچ سے بیزاری اور اس سے اپنی لاتعلقی پر فخر کا اظہار

کرتے ہوئے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ بجز خدا کے مجھے گناہوں سے اور کوئی پاک نہیں کر سکتا چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

" مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے چرچ جانا ترک کر دیا ہے چرچ صرف ایک ایسی جگہ بن کر رہ گیا ہے کہ جہاں جا کر میں دعا کے وقت آنکھیں کھلی رکھ کر عورتوں اور لڑکیوں کی ٹانگوں کو گھورتا رہوں۔ ایسا چرچ میری نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔ چرچ ایک کاروباری ادارہ میں تبدیل ہو چکا ہے جو ہزاروں پونڈ سالانہ کماتا اور خرچ کرتا ہے۔ چرچ مجھے گناہوں سے پاک نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی پادری مجھے گناہوں سے پاک صاف بنا سکتا ہے میری نجات خدا کے ہاتھ میں ہے مسیح میں ہو کر نہیں بلکہ خدا میں ہو کر میں نجات یافتہ بن سکتا ہوں"

اپنے مضمون میں مسٹر نگارا نے ایک اور نہایت اہم سوال اٹھایا ہے اور وہ یہ کہ مسیح صرف یہودیوں کو بچانے اور نجات کا راستہ دکھانے آیا تھا، اس کا مشن یہودیوں تک ہی محدود تھا۔ بنا بریں وہ مجھ ایسے غیر یہودی کے لئے نجات کا وسیلہ نہیں بن سکتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

" جب پیلاطوس نے مسیح سے سوال کیا کہ کیا واقعی تو یہودیوں کا بادشاہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہاں مسیح نے نہ اس وقت اور نہ کسی اور موقع پر اس بات کا اظہار کیا کہ وہ ساری دنیا کا بادشاہ ہے یہ ایک بات ہی مجھے پادریوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آنے سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ چونکہ مسیح نے خود اقرار کیا کہ وہ یہودیوں کا بادشاہ ہے پھر وہ میرے گناہوں کی خاطر کیسے جان دے سکتا تھا"

اگر دیکھا جائے تو عیسائیت سے بیزاری اور عیسائی عقائد اور عیسائی چرچ سے لاتعلقی پر مبنی مسٹر نگارا کا یہ اعلان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے اس لئے کہ ان کے مضمون سے عیسائیت سے بیزاری کے متعلق اہل افریقہ کے جس جدید اور انقلاب انگیز رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۶۸ سال قبل اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر نشان صداقت کے طور پر اس کی پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ آپ نے مستقبل قریب میں عیسائیت کے صفحۂ ہستی سے نابود ہونے کی خبر دیتے ہوئے ۱۸۹۷ء میں فرمایا تھا۔ کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب لوگوں کے دل خود بخود مصنوعی خداؤں سے متنفر ہو کر حقیقی توحید کی طرف مائل ہونے چلے جائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا تھا :-

"قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام، اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اس تعلق میں غور طلب بات یہ ہے کہ کفارہ اور الوہیت مسیح ایسے باطل عقائد کے صفحۂ ہستی سے نابود ہونے اور ان کی بجائے خدا کی سچی توحید کے پھیلنے اور غالب آنے سے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عظیم الشان پیشگوئی سراسر مخالف حالات میں فرمائی تھی۔ ۱۸۹۷ء میں جب کہ آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی عیسائیت پورے کرۂ ارض پر چھائی ہوئی تھی۔ اور بالخصوص افریقہ میں تو یہ بلائے بے درماں کی طرح پھیل رہی تھی مغرب کی عیسائی طاقتیں قریب قریب افریقہ کے پورے براعظم کو اپنے زیرنگیں بنا چکی تھیں اور عیسائی پادری ہزاروں ہزار کی تعداد میں وہاں پہنچ کر افریقہ کے علم سے بے بہرہ کروڑوں کروڑ عوام کو دھڑا دھڑ عیسائی بنا رہے تھے۔ مغرب کی عیسائی طاقتیں افریقہ کے ایک کروڑ دس لاکھ پچاس ہزار مربع میل کے مجموعی رقبہ میں سے ایک کروڑ ۵۰ ہزار مربع میل کے وسیع و عریض علاقوں پر اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو چکی تھیں اور یہ عزم کئے بیٹھی تھیں کہ وہ اس پورے براعظم کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا کر ہی دم لیں گی۔ خود عیسائی پادریوں نے اس قسم کے بلند بانگ دعاوی سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا کہ افریقہ میں سیاسی غلبہ و استیلاء کے بعد اہل افریقہ کا عیسائیت کی آغوش میں آنا ایک یقینی امر ہے۔ چنانچہ مشہور امریکی مناد ڈاکٹر جان ہنری بیروز نے ۱۸۹۷ء میں خاص افریقہ کے متعلق بڑے فخر کے ساتھ یہ تعلّی آمیز اعلان کیا تھا کہ:۔

"مغرب کی عیسائی اقوام کے درمیان براعظم افریقہ کی تقسیم اِس طور سے عمل میں آئی ہے کہ ایک کروڑ دس لاکھ پچاس ہزار مربع میل کے مجموعی رقبہ میں سے صرف دس لاکھ مربع میل کا علاقہ الیارہ گیا ہے جو ابھی عیسائیت کے حلقۂ اقتدار سے باہر ہے۔ افریقہ کی اِس عظیم الشان تقسیم کے نتیجہ میں ٹرکی ہی ایک ایسی غیر عیسائی طاقت رہ جاتی ہے جسے اس تاریک براعظم میں کچھ اثر و نفوذ حاصل ہے۔ قسطنطنیہ اور افریقہ

میں جس اسلام کا وجود پایا جاتا ہے۔ وہ انسانی ترقی و عروج کی موجودہ صدی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ دنیا میں صرف ایک ہی مسلمان بادشاہ (سلطان ٹرکی) باقی رہ گیا ہے اور اُسے بھی روس اور انگلستان کی باہمی مخاصمت نے باقی رہنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر اس بات کے خفیف سے آثار بھی موجود نہیں ہیں کہ (افریقہ میں) اسلام نبی نوعِ انسان کے قلوب پر فتح پا سکے گا" (بیرونزبکچرز صفحہ ۲۱، ۲۲)

یہ تھے وہ انتہائی مخالف و نامساعد اور مایوس کن حالات جن میں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے ۱۸۹۷ء میں عیسائیت کا غلبہ نابود ہونے اور اس کی جگہ اسلام کے غالب آنے کی عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی اور جسے آج ۶۸ سال بعد ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

عیسائیت کے عالمگیر غلبہ کے زمانہ میں بجز فرستادۂ حق کے کون یہ پیشگوئی کر سکتا تھا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب عیسائیت کا غلبہ ناپید ہو گا اور الوہیت مسیح اور کفارہ وغیرہ کے باطل عقائد اس درجہ بے اثر ہو کر رہ جائیں گے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس وقت دنیا اس آسمانی پیشگوئی کو خاطر میں نہیں لائی۔ اُس کے نزدیک عیسائیت کا غلبہ اس قدر ہمہ گیر اور عالمگیر تھا کہ اس کے مٹنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ لیکن وہ قادر مطلق خدا جس نے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت دی تھی اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ ابھی ساٹھ اڑسٹھ سال ہی گزرے ہیں کہ عیسائیت کا غلبہ مٹنے کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور علی الخصوص افریقہ میں ہر محاذ پر عیسائیت کو اسلام کے بالمقابل شکستیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔

یہ زندہ حقیقت کھلی ہوئی کتاب کی طرح آج دنیا کے سامنے ہے اور عیسائی دنیا حیرت زدہ ہو کر اسے دیکھ رہی ہے کہ افریقہ کے وہ کروڑوں کروڑ باشندے جنہوں نے مغربی استعمار کے زیر اثر انیسویں صدی میں عیسائیت قبول کی تھی ان کی موجودہ نسلیں اس کے سراسر غیر معقول اور باطل عقائد سے بیزار ہو کر انہیں خیرباد کہہ رہی ہیں اور فطری طور پر خدا کی سچی اور حقیقی توحید کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہیں مثال کے طور پر انہیں میں سے ایک شمالی رہوڈیشیا کے مسٹر گُدزائی نگارا ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر درج کر آئے ہیں ان کا یہ اعلان کہ ——— میں خدا کی ہستی پر پورا ایمان رکھتا ہوں لیکن اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ مسیح نے ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے صلیب پر

جان دی ــــــ روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ۶۸ سال پیشتر جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ آج بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ انتہائی مخالف حالات کے باوجود اس پیشگوئی کا پورا ہونا آپ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے جسے آفتاب آمد دلیل آفتاب کے بموجب کوئی شخص جھٹلا نہیں سکتا۔ یہ اِس امر کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام، اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ پھر مسٹر نگارا کا یہ اعتراف کہ یہ ایک خطرناک دھوکہ تھا کہ میں مسیح کو خدا کا بیٹا اور خدا مانتا رہا اور یہ کہ اب میں عیسائیت کے غیر معقول عقائد کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہو کر خدائے واحد کی ہستی پر ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔ اِس امر کا ایک اَور بیّن ثبوت ہے کہ افریقہ کی سرزمین پر وہ مبارک دن طلوع ہو چکا ہے کہ جس میں خدائی تقدیر کے بموجب نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ کفر کی سب تدبیریں ایک ایک کرکے باطل ہو رہی ہیں۔ عیسائیت افریقہ میں پسپا ہو رہی ہے اور اس کے بالمقابل اسلام برابر ترقی کر رہا ہے۔ یہ ترقی کرتا ہی چلا جائے گا یہاں تک کہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بشارت بہ تمام و کمال پوری ہو کر اس دنیا کو مردہ پرستی اور شرک سے بکلّی پاک کر دے گی:۔

"چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مُردہ پرستی (یعنی عیسائیت) روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا اِنسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے اِرادوں کو ردّ کر دے گا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے اِلٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو اور اے سوچنے والو سوچو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے وہ چمکے گا"

(انجامِ آتھم)

بچّوں کا صفحہ

حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ بچپن

مثل مشہور ہے " ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات " بالکل اس مثل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا بچپن نہایت ہی پاکیزہ تھا۔ آپ کو نہ تو دوسرے بچوں کے ساتھ فضول کھیلنے کودنے کی عادت تھی اور نہ شوخی و شرارت میں آپ دوسرے بچوں کا ساتھ دیتے تھے۔ آپ بچپن ہی سے ایک نرالی دنیا کے فرد نظر آتے تھے۔ موضع بہادر حسین ضلع گورداسپور کے ایک سربرآوردہ شخص کی گواہی ہے کہ بچپن میں ایک مرتبہ آپ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ساتھ ان کے گاؤں میں تشریف لے گئے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ " مرزا غلام قادر صاحب ہمارے ساتھ کھیلتے تھے اور جو کھیلیں ہم کرتے وہ بھی کرتے مگر مرزا غلام احمد صاحب نہ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے اور نہ شوخی وغیرہ کی باتیں کرتے بلکہ چپ چاپ بیٹھے رہتے۔

آپ کو ایک دفعہ اپنے عہد طفولیت میں سُنّت انبیاء کے مطابق کچھ وقت بکریاں چَرانے کا بھی موقع ملا۔ ہُوا یوں کہ بچپن کے زمانہ میں ایک دفعہ آپ گاؤں سے باہر ایک کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو اُس وقت کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی جو گھر میں تھی۔ آپ کے قریب ہی ایک شخص بکریاں چَرا رہا تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ مجھے وہ چیز لادو۔ اُس نے کہا " میاں میری بکریوں کی نگرانی کون کرے گا؟ " آپ نے فرمایا " تم جاؤ میں ان کی نگرانی کروں گا اور انہیں چَراؤں گا۔ " چنانچہ آپ نے اس کی بکریوں کی نگرانی کی اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے نبیوںؑ کی سنّت آپ سے پوری کرادی۔

پاکیزہ فطرت اور خدا نما عادات و خصائل بچپن کی عمر میں ہی آپ میں نمایاں تھے۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ بچپن کی عمر میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ کے پاس گئے

مولوی غلام رسول صاحب ولی اللہ اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ باتوں ہی باتوں میں انھوں نے بڑی محبت اور شفقت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔

ایک ہندو جاٹ نے حضرت مسیح موعود کو بچپن میں گود میں کھلایا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ بچپن میں آپ دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود میں حصہ نہیں لیتے تھے۔ شرارت اور دنگا فساد میں کبھی شامل نہ ہوتے۔ سب سے الگ تھلگ اکثر مکان کے اندر ہی رہتے نہ کسی کو مارا اور نہ کسی سے مار کھائی۔ نہ کسی کو برا کہا اور نہ کہلوایا۔ ایک عجیب پاک زندگی تھی۔ اگر ہم کبھی کہتے کہ میاں اور کچھ نہیں تو کھیل تماشہ کے طور پر ہی باہر آجایا کرو تو کچھ نہ کہتے بس ہنس کر چپ ہو رہتے جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو آپ کے والد صاحب کبھی کبھی آپ سے کہتے غلام احمد! ہمیں تمہارا بڑا فکر ہے۔ اس طرح زندگی تم کب تک گزارو گے کچھ کوشش کرو۔ اس سادگی کو چھوڑ دو۔ آخر تمہیں روزی بھی کمانی ہوگی۔ اس کے لئے کچھ تو فکر چاہیئے آپ فرماتے ابا بھلا بتاؤ تو سہی جو افسروں کے افسر اور احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی ملازمت کی کیا پرواہ ہے آپ کے والد صاحب یہ سن کر چپ ہو جاتے اور اکثر آپ کی غیر موجودگی میں کہتے کہ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گزر گئے
تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ

یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
مونہہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

(درثمین)

اہم مرکزی اعلانات

ماہنامہ انصار اللہ کے متعلق ضروری گزارش

ماہنامہ انصار اللہ کے جن خریدار اصحاب کا چندہ مارچ ۱۹۶۵ء میں ختم ہو چکا ہے یا اپریل میں ختم ہو گا۔ ان کی خدمت میں تاکیدی گزارش کی جاتی ہے کہ وہ براہ مہربانی اگلے سال کا چندہ ماہنامہ مبلغ -/۶ روپے جلد تر ارسال فرما دیں تاکہ وی۔ پی کے اخراجات نہ برداشت کرنا پڑیں ایسے احباب کی خدمت میں انفرادی طور پر بھی خطوط کے ذریعہ اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔

ماہنامہ انصار اللہ ایک بلند پایہ تربیتی رسالہ ہے جو ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا چاہیئے۔ ہم قارئین ماہنامہ ہذا سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری بڑھانے کے لئے اپنے حلقۂ احباب میں سعی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ وسیع افادہ اور احباب کی سہولت کے لئے یہ رسالہ اصل لاگت سے کم قیمت پر دیا جا رہا ہے جو -/۶ روپے سالانہ ہے۔

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

دستور اساسی انصار اللہ قاعدہ ۲۰۰ شق "ب" کی تشریح

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دستور اساسی انصار اللہ کے قاعدہ ۲۰۰ شق 'ب' کے آگے بطور تشریح مندرجہ ذیل الفاظ درج کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

(۱) "یعنی کوئی ایسا رکن انصار اللہ جو صدر انجمن احمدیہ یا تحریک جدید یا وقف جدید یا انصار اللہ کے لازمی چندوں کا بقایا دار ہو یا طوعی چندوں کی صورت میں وعدہ کرنے کے بعد بقایا دار ہو مجلس عاملہ کے انتخابات میں نہ رائے دے سکتا ہے اور نہ ہی عہدیدار ہو سکتا ہے اور بقایا دار کی تشریح وہی سمجھی جائے گی جو ان ادارہ جات کی منظور شدہ ہو گی"

(۲) "انصار اللہ کے چندوں کے لحاظ سے بقایا دار وہ ہو گا جس کے ذمہ ایک سال سے زائد عرصہ کا مجلس کے چندہ کا بقایا ہو"

مجالس انصار اللہ دستور اساسی میں یہ تشریح درج فرما لیں اور اس کے مطابق عمل کریں! (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ پروگرام میں ضلعی و علاقائی سطح پر تربیتی اجتماعات کا انعقاد بھی شامل ہے۔ گزشتہ سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ناظمین اعلیٰ و ناظمین اضلاع اصحاب کے تعاون سے مشرقی و مغربی پاکستان میں متعدد مقامات پر تربیتی اجتماعات منعقد ہوئے تھے اور اراکین انصار اللہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک خاص بیداری پیدا ہو گئی تھی۔ امسال بھی اور زیادہ توجہ اور کوشش سے زیادہ سے زیادہ مقامات پر اجتماع منعقد کرنے چاہئیں تاکہ جہاں احمدی دوستوں کے لئے تربیت نفس کا موقعہ پیدا ہو وہاں تبلیغ ہدایت کے لئے بھی راستہ صاف ہو چنانچہ اس اعلان کے ذریعہ جملہ ناظمین اعلیٰ / ناظمین اضلاع اصحاب کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی مجلس عاملہ کے مشورہ سے اجتماع کے لئے تاریخیں تجویز کرکے صدر محترم سے منظوری حاصل کر لیں اور اجتماعات کا اہتمام فرما دیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

امراء کرام و صدر صاحبان سے ضروری گزارش

ابھی تک بعض مجالس انصار اللہ میں زعیم انصار اللہ کا انتخاب نہیں ہوا۔ حالانکہ پہلے عہدیداران کی میعاد گزشتہ دسمبر میں ختم ہو چکی ہے۔ زعماء کے انتخابات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے ناظمین اضلاع کے انتخابات بھی رکے ہوئے ہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ امراء کرام و صدر صاحبان سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ اگر انھوں نے ابھی تک اپنے ہاں کی مجلس میں انتخاب نہ کروایا ہو تو ازراہ کرم فوری طور پر زعیم صاحب کا انتخاب کروا کر صدر محترم کی منظوری کے لئے اپنی سفارش کے ساتھ مرکز میں جلد بھجوا دیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

ﷺ

ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ بابت ماہ مارچ ۱۹۶۵ء

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی چہارم

۱۱/۱۳ دسمبر کو اراکین انصاراللہ سے قرآن کریم کے پارہ تیس ربع دوم کا ترجمہ۔ ربع دوم کی پہلی تین سورتیں حفظ اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پانچ کارنامے کا امتحان لیا گیا تھا۔ اس امتحان میں مکرم ماسٹر محمد اسماعیل صاحب ٹی آئی ہائی سکول ربوہ اول، اور مکرم چوہدری سلطان محمود احمد صاحب ناظم آباد کراچی دوم آئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

(خاکسار۔ جلال الدین شمس۔ قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
دارالیمن شرقی ربوہ	ماسٹر بشیر علی صاحب	I
〃	عبدالرحمٰن پوسٹل کلرک	II
〃	چوہدری مظفر حسین صاحب	II
〃 (اول)	ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ٹی آئی ہائی سکول	I
دوالمیال	ملک احمد خان صاحب راشد	I
〃	مکرم حوالدار عبدالغنی صاحب	〃
〃	مکرم ملک علی حیدر صاحب	〃
〃	مکرم منشی مولا بخش صاحب	〃
〃	مکرم ملک نورالحق صاحب احمدی	〃
دارالرحمت وسطی ربوہ	مکرم مرزا برکت علی صاحب احمد	〃
دارالرحمت غربی ربوہ	مکرم حاجی محمد فاضل صاحب	〃
〃	مکرم حکیم عبدالرحمٰن صاحب شاہ	〃
〃	مکرم محمود احمد صاحب	〃
〃	سید محمد اقبال حسین صاحب	〃
〃	خان امیر خان صاحب	〃
〃	صوفی عطاء محمد صاحب	〃
〃	حاجی بابو محمد عبداللہ صاحب	〃
پشاور	محمد الطاف صاحب	〃
〃	چوہدری رکن الدین صاحب	〃

نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
پشاور	مکرم عبدالغفور صاحب	I
〃	خلیل الرحمٰن صاحب احمدی	〃
〃	مرزا عبدالمجید صاحب	〃
〃	مرزا بشیر احمد صاحب	〃
〃	عبدالکریم صاحب	〃
〃	خواجہ محمد شریف صاحب	〃
سکھر	محمد رفیع صاحب احمدیہ منزل	〃
〃	قریشی عبدالرحمٰن صاحب	〃
دارالنصر غربی ربوہ	مکرم گل محمد صاحب	〃
〃	حکیم نذیر احمد صاحب	II
〃	مکرم غلام قادر صاحب	III
دارالصدر غربی ب	چوہدری اللہ بخش صاحب	I
〃	ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب	〃
〃	عبدالکریم صاحب احمدی	〃
جہلم	حکیم محمد عبداللہ صاحب	〃
〃	حوالدار مرزا محمد ابراہیم صاحب	〃
گولیکی	پیرزادہ فیض عالم صاحب	〃
〃	محمد اکبر صاحب سقراط	〃
〃	خوشی محمد صاحب	〃
〃	ماسٹر اللہ دتہ صاحب	〃

نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
دارالرحمت غربی	محمد احمد صاحب	I
سیالکوٹ	مکرم محمد اقبال صاحب	I
"	چوہدری اللہ دتہ صاحب	"
"	مکرم برکت علی صاحب	III
راولپنڈی	" عبدالقادر	I
"	قاضی محمد نذیر صاحب	"
"	چوہدری فضل احمد صاحب	"
"	" عبداللہ خانصاحب	"
لاہور	امیرالدین صاحب درویش	II
"	عبدالواحد خانصاحب رتن باغ	I
"	حکیم جان محمد صاحب سول لائن	II
کوئٹہ	مکرم نواب دین صاحب	I
"	مکرم غلام مصطفےٰ صاحب	"
"	مکرم محمد عیسےٰ خانصاحب	"
"	میاں بشیر احمد صاحب ایم اے	"
"	مکرم فیض الحسن صاحب	"
"	سید عبدالرشید صاحب	"
"	محمد نصیب صاحب عارف	"
بشیر آباد سندھ	حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل	"
"	منشی منیر احمد صاحب	"
کراچی	آفتاب احمد صاحب بسمل	"
"	مرزا سردار محمد صاحب احمدیہ ہال	"
"	سید محمد یوسف صاحب حلقہ مارٹن روڈ	"
"	محمد عبداللہ صاحب رام سوامی	"
"	چوہدری سلطان محمود احمد صاحب ناظم آباد جنوبی	"
"	محمد شفیع خانصاحب نجیب آبادی	"
"	رفیع الزمان خانصاحب حلقہ رام سوامی	"
دارالبرکات	مکرم امام علی صاحب زعیم	"
"	ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	"

نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
دارالبرکات	حاجی عبدالرحمٰن صاحب	I
فیکٹری ایریا غربی	سید عبدالمنان صاحب	III
"	محمد علی خانصاحب	"
"	ایم سعد اللہ خانصاحب	I
"	سید محمد شریف صاحب	III
گوجرانوالہ	محمد بخش صاحب	II
"	شیخ عبدالرحیم صاحب	"
"	چوہدری محمد شفیع صاحب	I
"	خورشید احمد صاحب	"
	محمد بشیر صاحب چغتائی	"
	اقبال محمد صاحب	II
	معیار دوم	
دوالمیال	ملک احمد خانصاحب	II
"	ملک مہر محمد صاحب	"
"	" راجولی صاحب	I دوم
"	" امیر علی صاحب	"
"	جمعدار عبداللہ صاحب	II
	صوبیدار عباس خانصاحب	"
	" محمد خانصاحب	I
	ملک عبدالحمید صاحب	II
	کپتان شیر زمان صاحب	I اوّل
	" لال خانصاحب	II
دارالرحمت وسطی	حکیم رحمت اللہ صاحب	"
بشیر آباد	بابا محمد الدین صاحب صحابی	"
"	چوہدری محمد حیات صاحب	I
"	ممتاز صاحب	"
"	منشی محمد منیر صاحب	II
"	" محمد صادق صاحب	I
"	عطاء اللہ صاحب	II

بیعت کا اقرار ھرگز کافی نہیں ھے

مجاھدہ، کوشش، اور دعا سے کبھی غافل نہ ھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

''بیعت کی اصل غرض یہ ھے کہ خدا تعالی کی محبت میں ذوق و شوق پیدا ھو اور گناھوں سے نفرت پیدا ھو کر اس کی جگہ نیکیاں پیدا ھوں۔ جو شخص اس غرض کو ملحوظ نہیں رکھتا اور بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر کوئی تبدیلی کرنے کے لئے مجاھدہ اور کوشش نہیں کرتا جو کوشش کا حق ھے اور پھر اس قدر دعا نہیں کرتا جو دعا کرنے کا حق ھے تو وہ اس اقرار کی جو خدا تعالی کے حضور کیا جاتا ھے سخت بے حرمتی کرتا ھے اور وہ سب سے زیادہ گنہگار اور قابل سزا ٹھہرتا ھے۔ پس یہ ھرگز نہ سمجھ لینا چاھیئے کہ یہ بیعت کا اقرار ھی ھمارے لئے کافی ھے اور ھمیں کوشش نہیں کرنی چاھیئے۔ مثل مشہور ھے جوئندہ یابندہ۔ جو شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ھے اس کے لئے کھولا جاتا ھے۔ قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ھے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ھماری طرف آتے ھیں اور ھمارے لئے مجاھدہ کرتے ھیں ھم ان کے واسطے اپنی راہ کھول دیتے ھیں اور صراط مستقیم پر چلا دیتے ھیں لیکن جو کوشش نہیں کرتا وہ کس طرح اس راہ کو پا سکتا ھے۔ خدایابی اور حقیقی کامیابی اور نجات کا بھی یہی گر اور اصول ھے۔ انسان کو چاھیئے کہ خدا تعالی کی راہ میں مجاھدہ کرنے سے تھکے نہیں نہ درماندہ ھو اور نہ اس راہ میں کوئی کمزوری ظاھر کرے۔

تم لوگوں نے اس وقت خدا تعالی کے حضور میرے ھاتھ پر اپنے گناھوں سے توبہ کی ھے۔ ایسا نہ ھو کہ یہ توبہ تمہارے لئے باعث برکت ھونے کی بجائے لعنت کا موجب ھو جاوے۔ کیونکہ اگر تم لوگ مجھے شناخت کر کے بھی اور خدا تعالی سے اقرار کر کے بھی اس عہد کو توڑتے ھو تو پھر تم کو دوھرا عذاب ھے کیونکہ عمداً تم نے معاھدہ کو توڑا ھے۔ دنیا میں جب کوئی شخص کسی سے عہد کر کے اسے توڑتا ھے تو اس کو کس قدر ذلیل اور شرمندہ ھونا پڑتا ھے۔ وہ سب کی نظروں سے گر جاتا ھے۔ پھر جو شخص خدا تعالی سے عہد اور اقرار کر کے توڑے وہ کس قدر عذاب اور لعنت کا مستحق ھو گا،،

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۴ء)

ٹائٹل اصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں طبع ھوا